مولانا ابومعاویہ یحییٰ احمد حقانی *

علم و عمل کا درخشندہ ستارہ قاضی مولانا عبدالکریم کلاچویؒ

واقعات، مشاہدات و مبشرات

جو بھی آیا ہے یہاں جانا ہے اسکو ایک دن
جب فضاء ٹھہری تو پھر کیا سو برس کیا ایک دن

آج ایک ایسے مرد قلندر ایک ایسی شخصیت علماء حق وعلماء دیوبند کی نشانی کے بارے میں قلم اٹھا رہا ہوں جو ہم سے 08 اگست بشب اتوار اس دار فانی سے کوچ کر کے دار البقاء کی طرف چلے گئے ۔ اور پورے علاقے کو یتیم کر گئے ۔ وہ مرد قلندر شیخ الحدیث و تفسیر مولانا قاضی عبدالکریم صاحبؒ جو کسی تعارف کے محتاج نہیں ۔ حضرت اقدس نانا جیؒ کے ذات پر کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے ۔ جو بھی اس دنیا میں آتا ہے اس نے ایک دن اس دنیا سے ضرور جانا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا قانون قدرت ہے اور ایسا اٹل قانون ہے جس سے کوئی راہ فرار نہیں ۔ قرآن میں رب تعالی کا اعلان ہے :

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ، كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ، ایک نہیں سینکڑوں آیات کریمہ میں اللہ پاک نے موت کا پیغام دیا ہے کہ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے ۔ موت ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس سے انکار کسی کے لئے ممکن نہیں دنیا میں ہر نظریے کے متعلق اختلاف موجود ہے حتیٰ کے خدا و رسول اور نظام کائنات کے بارے میں مختلف مذاہب کی الگ الگ رائے پائی جاتی ہیں ۔ مگر موت وہ اٹل حقیقت ہے کہ جس کے متعلق دنیا میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا ۔ ہر شخص یہ جانتا اور مانتا ہے کہ ایک دن اسکی دنیاوی زندگی کا تسلسل یقیناً ختم ہو کر رہے گا ۔ قرآن کریم میں کئی جگہ ارشاد فرمایا گیا : وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ حضور پاک ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ۔ الكيس من دان نفسه و عمل لما بعدالموت "عقلمند آدمی وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور مرنے کے بعد کیلئے عمل کرے" حضرت اقدس کی

---

* نواسہ حضرت مولانا عبدالکریم کلاچویؒ، و فاضل دار العلوم حقانیہ

زندگی بلا شک وشبہ اسی حدیث مبارکہ کی صحیح مصداق تھی۔ بس جانے کا فرق ہے کسی کے جانے سے زمین و آسمان غمزدہ ہو جاتے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک نیک پارسا اور اللہ والے جب دنیا سے چلے جاتے ہیں تو زمین کی وہ جگہ جس پر ذکر، تلاوت قرآن مجید اور نماز پڑھی جاتی ہے وہ جگہ اس نیک بندے کی جدائی پر روتی ہے۔ حضرت اقدس نانا جی قاضی عبدالکریم نوراللہ مرقدہ صرف عالم دین نہیں تھے بلکہ مرد درویش، مرد جری، نڈر بیباک، متقی و پرہیز گار، خطیب وشاعر، کردار و گفتار کا غازی، محدث و مبلغ، مفسر قرآن، محقق ومفتی، صاحب بصیرت، علم وعمل کا خوبصورت گلدستہ تھے۔ اور بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ بہت ہی کم لوگوں میں بیک وقت اتنی خوبیاں جمع ہوسکتی ہیں ایسے بچے مائیں خال خال جنتی ہیں۔

چراغ علم بجھا ہے یقین نہیں آتا
یہ سانحہ بھی ہوا ہے یقین نہیں آتا
ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ایسی شخصیت کی وفات کو حدیث کی رو سے موت العالم یعنی دنیا کی موت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ آپ کی وصال سے علماء حق کی عظمت کا عظیم باب، علماء دیو بند کے مشن کا امین اور علماء دیو بند کے آخری سپاہی کا ایک بڑا شعبہ بند ہو گیا۔

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
ایک شمع رہ گئی سو وہ بھی خموش ہے

لیکن خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے جانے پر عالم اسلام بلکہ شجر و حجر اور آسمان و زمین روئے۔ اللہ کی زمین پر کچھ ایسے برگزیدہ شخصیات ہوتی ہیں جو دوسروں کیلئے باعث رحمت و برکت ہوا کرتی ہیں۔ انکا وجود کائنات کیلئے نعمت عظمٰی ہوتی ہے حضرت اقدس بھی انہی لوگوں میں سے ایک تھے۔ جنکی وفات پر پورے شہر نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کو روتے ہوئے دیکھا گیا۔ مرد و خواتین جوان و بوڑھے اور بچے دھاڑیں مار مار کر روتے رہے۔ حضرت اقدس نے شیخ درخواستیؒ کے وفات پر فرمایا ولو کانت الدنیا تدوم بواحدلکان رسول اللّٰہ فیه مخلداً اگر دنیا میں کسی کو ہمیشہ رہنا ہوتا تو محمد ﷺ ہمیشہ یہاں رہتے۔ آج حضرت نانا جیؒ بھی ہمارے پاس نہیں رہے لیکن انکی یادیں انکی شفقتیں اور انکی روحانی فرزندان توحید الحمد

اللہ ملک بھر میں ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں ۔ دل غمزدہ ہے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں جب حضرت نانا جی کے نام کے ساتھ رحمتہ اللہ علیہ کہتے اور لکھتے ہیں ۔ آج دو ہفتے گزرنے کے باوجود بمشکل قلم اٹھایا اس امید سے قلم اٹھایا کہ حضرت کی ذات اقدس پر کچھ لکھوں تا کہ اللہ پاک آخرت میں نجات کا ذریعہ اور وسیلہ بنا دے ۔ بات طویل ہوتی جارہی ہے حضرت اقدس نانا جیؒ کے زندگی کے متعلق کچھ یادیں نظر قارئین کروں گا۔

پیدائش وخاندان

نام : قاضی عبدالکرم بن قاضی نجم الدین بن قاضی عبدالغفار بن محمد مسکین بن قاضی احمد (صاحب دیوان پشتو) قاضی محمد نجم الدین کے سب سے بڑے فرزند قاضی عبدالکریم صاحب تھے صدیوں سے یہ خاندان علمی آرہا ہے ۔ پاکستان بننے سے پہلے انکے آباؤ اجداد اور جد امجد انگریز کے دور میں بھی قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز تھے ۔ اور باقاعدہ انگریز کے دور میں فتوے دیا کرتے تھے۔ حضرت اقدس نے 1919ء میں قاضی نجم الدین کے گھر جنم لیا۔ حضرت اقدسؒ کے تین بھائی اور ایک بہن تھی ۔ بھائیوں میں سابق سینیٹر مولانا قاضی عبدالطیفؒ ، قاضی عبدالرشیدؒ اور قاضی محمد اکرمؒ حضرت نانا جیؒ کی حین حیات میں وفات پا چکے تھے۔ الحمد اللہ حضرتؒ کی ہمشیرہ محترمہ بقید حیات ہیں۔

اولاد

حضرت اقدس کو اللہ نے دو بیٹے اور چار بیٹیوں سے نوازا تھا۔ حضرت کی اہلیہ ان کے وصال سے تقریباً آٹھ دس سال قبل وفات پا چکی تھی ۔ بڑا بیٹا مولانا مفتی قاضی عبدالحلیم صاحبؒ دل کی شریانیں بند ہونے کے باعث آپکی زندگی میں 2010ء میں 63 سال کی مسنون عمر میں خالق حقیقی سے جا ملے اور سب سے بڑی بیٹی کا انتقال بھی آپکی حیات میں ہوا اللہ پاک کی قدرت ہے کہ حضرت اقدس کے دونوں بڑے اولاد بیٹا اور بیٹی لا ولد فوت ہوئے ۔ الحمد اللہ حضرت کے دوسرے صاحبزادے مولانا قاضی محمد نسیم صاحب عالم و فاضل ہے اور حضرت کے جانشین اور خلیفہ ہیں۔

حلیہ: قاضی عثمانؒ لکھتے ہیں کہ حضرت اقدسؒ تمام علوم دینیہ میں ماہر اور قرآن کے حافظ و قاری تھے۔ خدمت دین کا جذبہ خاندانی فہم وفراست میں بے مثال اور حسن سیرت وصورت کے مالک وطوطی شیریں زبان تھے۔ ظاہر شبیہہ ماہ کامل کا نمونہ تھے۔ اعضائے جسمانی کی مناسبت وموزونیت میں صنعت خداوندی

کی وہ مثال ہے کہ مجسمہ کثیر میں یوسف ثانی دکھائی دیتے ہیں ۔ چہرہ انور میں کشش ، زبان پر تاثیراور بارعب چہرہ آپکی تقریر پر تاثیر و بے نظیر کو سننے والا مجمعہ کثیر اور سامعین گھنٹوں محو حیرت رہ کر ہمہ تن گوش ہو کر سنتے ہوئے فرحت وتازگی محسوس کرتے تھے۔

خوش طبعی

حضرتؒ نہایت خوش طبع انسان تھے۔فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی سفر میں مفتی محمودؒ بھی ساتھ تھے کسی ہوٹل پہ چائے کیلئے بیٹھے تو مفتی محمودؒ نے پیالے اٹھا کر دھوئے میں مفتی محمودؒ کو دیکھ رہا تھا اور سمجھ گیا۔مفتی محمودؒ بولے کہ قاضی صاحب میں نے اپنا پیالہ دھولیا تو میں نے کہا کہ دیگچی اور چینک تو پھر میں نے دھوئی تھی تو اس پر سب ہنس پڑے ۔حضرت اکثر ہمارے گھر جب تشریف لاتے تو والدہ صاحبہ کہتی کہ چائے میٹھی ہو یا پھیکی تو حضرت ہنستے اور کہتے کہ چائے کوئی ثواب کیلئے تو نہیں پیا جاتا کہ میٹھا اور گرم نہ ہو۔ جب کسی کے مہمان ہوتے تو تکلف نہ فرماتے۔اور جب میزبان چائے کے میٹھی یا پھیکی کا کہتا تو حضرت جواب دیتے کہ میں کوئی بڑا آدمی نہیں ہوں کہ میٹھا نہ پیوں۔

حصول تعلیم

حضرت نانا جیؒ نہایت صغرسنی میں تقریباً دس برس کی عمر میں قرآن مجید کے حافظ وقاری بن گئے اسی طرح ساتھ ساتھ دینی کتب کا درس بھی اپنے والد ماجد قاضی نجم الدین سے پڑھتے رہے تقریباً چھ ماہ میں پرائمری اعلیٰ نمبروں سے پاس کی۔ابتدائی کتب اپنے والدمحترم سے پڑھے ۔تین سال سراج العلوم سرگودھا اور ایک سال جالندھر میں کسب فیض حاصل کیا۔تقریباً سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں دورہ حدیث و دستار فضیلت 1936-37ء میں دارالعلوم دیوبند سے حاصل کیا۔

مشہور اساتذہ کرام

حضرتؒ کے اساتذہ جن سے حضرت نے دارالعلوم دیوبند میں کسب فیض حاصل کیا ان میں حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ ،مولانا اعزاز علی (صاحب نفحة العرب) ،مولانا محمد ابراھیم بلیاوی، مولانا شمس الحق افغانی، مولانا مفتی محمد شفیع (صاحب معارف القرآن) اور انکے علاوہ مولانا صالح محمد سرگودھا، مولانا عبداللہ ساہیوال، مولانا محمد اسماعیل سرگودھا ،مولانا خیر محمد جالندھری ،مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھا شامل ہیں۔

مشہور تلامذہ

حضرتؒ کے سینکڑوں شاگردوں کے علاوہ چند گنے چنے مشہور شاگرد مولانا محمد زمان صدر مدرس نجم المدارس، مولانا حبیب الرحمٰن عالمی مبلغ کوئٹہ، مولانا عبدالقیوم حقانی، مولانا قاضی عبدالطیفؒ سابق سینٹر، مولانا قاضی عبدالحلیمؒ، مولانا قاضی محمد اکرمؒ، مولانا قاضی عبدالرشیدؒ، سابق ممبر قومی اسمبلی مولانا نور محمد شہیدؒ وزیرستان۔ مولانا پیر محمد ہارون صاحب سجادہ نشین میاں بہرام صاحب اور پیر قطب الدینؒ سجادہ نشین اٹل شریف شامل ہیں۔

توحید کا علمبردار

حضرت ناناجیؒ اکثر اپنے آباؤ اجداد کی زیارت قبور کیلئے جاتے اور انکے درجات عالیہ کیلئے دعائیں فرماتے اور جب بھی ہارون آباد تشریف لاتے تو پہلے قبرستان چلے جاتے درود شریف سورۃ فاتحہ، سورۃ یٰسین اور سورۃ اخلاص وغیرہ پڑھتے لیکن ہمیشہ میں نے حضرت کو دیکھا کہ تلاوت سے فارغ ہوکر جب دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتے تو تھوڑا سا ہاتھ اور سینے کو قبر کے سامنے سے پھیر کر قبلہ کی طرف ہوکر دعا مانگتے۔ تاکہ کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ قبر سے مانگ رہا ہے۔ (سبحان اللہ) محقق اہلسنت مفتی عبدالواحد قریشی نے تعزیتی اجلاس میں کہا کہ میں چھوٹا تھا والد صاحب کے ہمراہ قاضی صاحبؒ کی ملاقات کیلئے آتے تھے تو اسوقت مجھے قاضی صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ ہمیشہ عقیدہ حیات النبیؐ پر قائم رہو کیونکہ اللہ پاک نے قرآن میں لفظ اٰمنو پہلے فرمایا ہے اور و عمل الصالحات بعد میں۔ کہ عمل میں کوتاہی اللہ کو برداشت ہے لیکن عقیدہ میں کوتاہی ہرگز برداشت نہیں۔

خدمت دین متین

دارالعلوم دیوبند سے دستار فضیلت حاصل کرنے کے بعد ایک قلیل عرصہ والدین کی خدمت میں گزارا آپکی ذکاوت علم وفراست، خوش بیانی وخوش خلقی کے جوہر باشندگان کلاچی دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ اسی طرح آپکی شہرت قلیل عرصہ میں دور دراز تک پھیل گئی۔ فورٹ سنڈیمن علاقہ بلوچستان کے عوام کو دینی مسائل وعقیدہ کشائیوں کیلئے ایک خاص باعمل عالم دین وخطیب کی اشد ضرورت تھی انہوں نے کلاچی کے قاضی عبدالکریم کے چشمہ دین کی شہرت سن کر اپنے پاس آنے کی دعوت دی جسے آپ نے خدمت دین متین کی خاطر قبول کرلیا۔ آپ نے پانچ سالوں تک وہاں لوگوں کو علم کی روشنی سے فیضیاب

کیا۔ (شجرہ قاضی خاندان مصنف قاضی محمد عثمان) اسی طرح کوئٹہ میں مولانا عرض محمدؒ (مولانا حسین احمد ممبر قومی اسمبلی) کے والد محترم کے ہاں مطلع العلوم میں قرآن وحدیث کا فیض عام کیا اور ایک سال کوئٹہ کے مرکزی جامع مسجد میں امامت وخطابت اور درس قرآن وحدیث کی خدمات سرانجام دیں۔ قیام پاکستان تک آپ کوئٹہ میں خدمت دین بطریق احسن انجام دیتے رہے۔ کوئٹہ میں بھی کلاچی شہر کے بہت سے لوگ ملازم، پیشہ ور وتجار رہتے تھے دوسرے سرکاری ملازمین کیساتھ اکثر آپ کو تبادلہ خیالات کا موقع ملتا رہا مقامی لوگ بھی بڑے ذوق وشوق سے جوق در جوق آپکا درس قرآن سننے کیلئے آیا کرتے تھے۔ آپکی خوش خلقی نیک سیرت وحلیم الطبعی کے طفیل کوئٹہ میں عوام کے دلوں میں آپ نے گھر کرلیا۔ اسلئے وہ چاہتے تھے کہ آپ تمام عمر باشندگان کوئٹہ کے دین سے ناوقف قلوب کو نور اسلام کی ضیاء پاشیوں سے منور کرتے رہیں۔ غرض جتنا عرصہ آپؒ وہاں رہے بڑی شان وعزت سے وقت گزارا۔ مطلع العلوم کے مہتمم نے اپنے ادارے کی صدارت کیلئے پیشکش کی۔ آپ نے وہاں ایک سال نہایت بخوبی گزارا۔ وہی سے پھر نجم المدارس کلاچی کی بنیاد رکھے جانے کے باعث استعفیٰ دیا۔

حضرتؒ کی اسلام کی خاطر سیاسی جدوجہد

مولانا عبدالقیوم حقانی نے تعزیتی بیان میں حضرتؒ کے خدمات کو سراہا اور فرمایا کہ شورش کاشمیریؒ نے فرمایا تھا کہ مفتی محمود، مفتی محمود نہ ہوتا اگر کلاچی کے قاضی برادران نہ ہوتے۔ حضرت اقدسؒ نے مفتی محمود کی انتخابی مہم کو پیدل اور سائیکل پر گھر گھر جاکر مفتی محمود کا تعارف کروایا۔ اور جمعیت علماء پاکستان کا پیغام گھر گھر پہنچایا۔ علماء میں واحد شخصیت حضرت نانا جیؒ تھے کہ مفتی محمود کے وفات پر تین دن تک انکے آبائی شہر عبدالخیل میں تعزیت کیلئے انکے ہاں ٹھہرے۔

اعتدال پسندی

حضرت اقدس خود ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ مرکزی جامع مسجد میں ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اعلیٰ عہدے کا افسر جو غالبًا بریلوی مسلک سے تعلق رکھتا تھا۔ درس قرآن میں ہمیشہ شریک ہوتا۔ کسی نے ایک دن اس سے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ تو پکا دیوبندی مولوی ہے۔ دارالعلوم دیوبند کا فارغ ہے تو اس نے جواب دیا کہ ہاں مجھے خوب معلوم ہے لیکن متشدد مولوی نہیں ہے۔ اسکے درس کے سننے سے ہمیں بہت کچھ ملتا ہے۔ وہاں کے سامعین میں پنجاب کے رہنے والے کافی تعداد میں ہوا کرتے تھے۔ اس لئے وہاں ایک جمعہ کو تقریر اردو میں اور ایک جمعہ پشتو میں ہوتی تھی جوں جوں وقت گزرتا گیا آپکی قدر ومنزلت بڑھتی گئی۔ (جاری ہے)